وقف لوجہ اللہ

اسلامی زندگی کے چار اہم اصول

مع

چہل حدیث مترجم

www.IslamicBooksLibrary.wordpress.com

اسلامی زندگی

کے

چار اہم اصول

مع

چہل حدیث مترجم

از

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

ناشر

ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان رابطہ نمبر ۴۰۵۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاننا چاہیئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ہم پر درج ذیل چار مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے۔

پہلا مسئلہ

حصول علم اس علم کے مطابق عمل کرنا یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی معرفت دلائل کے ساتھ حاصل کرنا۔

دوسرا مسئلہ

حاصل کردہ علم پر عمل پیرا ہونا

تیسرا مسئلہ

اس (دین اسلام) کی طرف دعوت دینا

چوتھا مسئلہ

دعوتِ دین میں پیش آمدہ مشکلات و مصائب پر صبر و استقامت اختیار کرنا اور ان مسائل کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ قسم ہے عصر کی۔ بیشک انسان ٹوٹے میں ہے مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کیے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس سورۃ عصر کے بارے میں ارشاد ہے ؛

" اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بطور حجت دلیل کے صرف اسی ایک سورت کو نازل فرماتے تو یہ ان کی ہدایت کے لئے کافی ہوتی "

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ایک باب کی ابتداء یوں کی ہے ؛

" قول وعمل سے قبل حصولِ علم کا بیان اور اس کی دلیل ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ؛

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ۔

جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قول وعمل سے پہلے علم کا ذکر کیا ہے۔"

جاننا چاہیئے اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں فرمائے ۔ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ مندرجہ ذیل تین مسائل کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر ضروری ہے۔

پہلا مسئلہ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ، رزق عطا فرمایا اور یوں ہی ہمیں مہمل نہیں چھوڑا بلکہ ہماری طرف اپنا رسول بھیجا جس نے ان کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگیا اور جس نے ان کے احکام سے سرتابی و سرکشی کی وہ جہنمی ہوگیا۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا

(المزمل ، ۱۵ ، ۱۶)

تم لوگوں کے پاس ہم نے اسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا ۔ (پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔

دوسرا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کو یہ بات قطعاً ناگوار ہے کہ اس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک ٭ کیا جائے نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف

سے کسی آنے والے نبی کو، اور اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا۔

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ (الجن، ۱۸)

تیسرا مسئلہ

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کو بھی تسلیم کیا اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے راہ و رسم اور رشتہ و ناطہ رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں خواہ وہ دنیوی رشتہ کے اعتبار سے کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔

اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(المجادلۃ، ۲۳)

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (کے قلوب) کو اپنے فیض سے قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو، اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

معزز دوست

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت وفرماں برداری کی طرف آپ کی راہنمائی کرے یہ بات بھی بخوبی سمجھ لیں کہ حنیفیت ملت ابراہیمی یہ ہے کہ آپ پورے اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اسی کام کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے اور اسی غرض کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے۔

جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات : ٥٦)	میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

"یَعْبُدُونِ" کے معنی یہ ہیں:

"میری وحدانیت ویکتائی کو دل وجان سے قبول کرو"

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے ان میں سے سب سے ارفع واعلیٰ چیز "توحید" ہے۔ جو ہر قسم کی عبادات صرف اللہ واحد کے لئے بجالانے کا دوسرا نام ہے اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان میں سے سب سے بڑا شرک ہے جو غیر اللہ کو اپنی دعاء وپکار میں اس کے ساتھ شامل کرلینے کا دوسرا نام ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (النساء : ٣٦)	اور تم سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

دین کے تین اہم اُصول

اگر آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر انسان پر واجب وضروری ہے؟ تو کہہ دیجئے۔

١۔ بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔

٢۔ اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔

٣۔ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل کرنا۔

پہلا اصول

اللہ تعالیٰ کی معرفت

اگر آپ سے استفسار کیا جائے کہ آپ کا رب کون ہے ؟ تو آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اللہ ہے جس نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اور تمام جہانوں کی پرورش کی ۔ وہی میرا معبود ہے اس کے سوا میرا دوسرا کوئی معبود نہیں اور اس کی ربوبیت و پروردگاری کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الفاتحۃ ۱:۱)	ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے اور پالنے والا ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے سوا ہر چیز عالم (جہان) ہے اور میں اس عالم کا ایک فرد ہوں ۔

اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا ؟ تو کہہ دیجئے کہ اس کی آیات (نشانیوں) اور مخلوقات کے ذریعے سے پہچانا اور اس کی نشانیوں میں سے رات ، دن ، سورج اور چاند کا وجود ہے اور اس کی مخلوقات میں سے ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں اور جو کچھ ان سب کے اندر اور ان کے درمیان ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی دلیل اس کا یہ ارشاد ہے ۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (السجدۃ ۳۷:)	اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند ۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو ۔

اور اس کی مخلوقات کی دلیل اس کا یہ فرمان ہے ۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ، يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ	درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر اپنے عرش پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج ، چاند اور ستارے پیدا کئے

مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف : ۵۴)

سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو اسی کا خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک پروردگار۔

اور رب کائنات ہی لائق عبادت اور معبود برحق ہے۔ اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرۃ : ۲۱-۲۲)

لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں ان سب کا خالق ہے۔ عجب نہیں کہ تم (دوزخ سے) بچ جاؤ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا آسمان کی چھت بنائی اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدمقابل نہ ٹھہراؤ۔

امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ان تمام مذکورہ اشیاء کا خالق (پیدا کرنے والا) ہی ہر قسم کی عبادت کا صحیح حقدار ہے۔"

اقسام عبادت

اللہ تعالیٰ نے جن انواع اقسام عبادت کو بجالانے کا حکم دیا ہے مثلاً اسلام، ایمان، احسان اور ایسے ہی دعا وخوف، امید ورجاء، توکل، رغبت، رہبت (ڈر) خشوع، خشیت، رجوع، استعانت، استعاذہ (پناہ طلبی)، استغاثہ، ذبح وقربانی اور نذر ومنت اوران کے علاوہ اور بھی عبادتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس بات کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (الجن : ۱۸)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

جس کسی نے ان مذکورہ بالا عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو کسی غیر اللہ (فرشتے، نبی، ولی، پیر، مرشد) کے لئے کیا وہ مشرک و کافر ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (المؤمنون، ۱۱۷)

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔

مذکورہ اقسام کے عبادت ہونے کے دلائل

دعا کے عبادت ہونے کی دلیل حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی)

دعا عبادت کا مغز (اصل) ہے۔

اور قرآن پاک میں دعا کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان ربانی ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (غافر یا المؤمن، ۶۰)

تمہارا رب کہتا ہے کہ "مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے"۔

خوف کے عبادت ہونے کے دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران، ۱۷۵)

پس تم ان لوگوں سے نہ ڈرنا مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔

"امید و رجاء" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکہف، ۱۱۰)

پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

توکل کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ اور اللہ پر بھروسہ (توکل) رکھو اگر تم مومن ہو۔
(المائدۃ : ۲۳)

قرآن پاک کے دوسرے ایک مقام پر یوں ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق : ۳) اور جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لئے وہ کافی ہے۔

"رغبت ورہبت اور خشوع" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (الانبیاء : ۹۰) یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے

"خشیت" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ (البقرۃ : ۱۵۰) تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔

"انابت ورجوع" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ (الزمر : ۵۴) اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اس کے۔

"استعانت" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحۃ : ۵) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

حدیث شریف میں "استعانت" کے عبادت ہونے کے متعلق یہ ارشاد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیّن دلیل ہے۔

اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ (ترمذی - حسن صحیح) جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔

استعاذہ (پناہ طلبی) کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ (الناس : ۲،۱) کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب انسانوں کے بادشاہ (اللہ) سے۔

"استغاثہ" کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمان سبحانی ہے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

(الانفال، ۹)

(اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔

"ذبح وقربانی" کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

(الانعام، ۱۶۲-۱۶۳)

کہو، میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت (قربانی) میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

اور حدیث پاک میں اس کی دلیل یہ ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ۔

(مسلم)

جس نے کسی غیر اللہ (نبی، ولی، پیر ومرشد، صاحب مزار) کے تقرب کے لئے جانور ذبح کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

"نذر" کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا

(الدھر، ۷)

(یہ وہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

دوسرا اصول

دین اسلام کو دلائل کے ساتھ جاننا

توحید الٰہی کو دل وجان سے اپناتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مطیع وسپرد کر دینے اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا تابع فرمان رہنے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ ٹھہرانے کا نام "دین" ہے۔

مراتب دین

دین کے تین درجے ہیں۔

۱۔ اسلام

۲۔ ایمان

۳۔ احسان

اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں۔

پہلا درجہ

اسلام اور اس کے ارکان

اسلام کے پانچ ارکان ہیں

۱۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں

۲۔ نماز قائم کرنا

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا

۴۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا

۵۔ بیت اللہ شریف کا حج کرنا

دلائلِ ارکانِ اسلام

شہادتِ توحید

شہادتِ توحید (اللہ تعالیٰ کے معبود وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کی) دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۤىِٕمًاۢ بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

(آلِ عمران، ۱۸)

اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی واقعی عبادت نہیں اور (یہی شہادت) سب فرشتوں اور سب اہلِ علم نے بھی دی ہے وہ انصاف پر قائم ہے۔ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی واقعی عبادت نہیں۔

شہادت توحید کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں "لاالٰہ" میں ہر اس چیز کی نفی ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جاتی ہے اور "الا اللہ" میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لئے ہر

قسم کی عبادت کا اثبات ہے اس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں بالکل اسی طرح جیسا کہ اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک حصہ دار نہیں ہے۔

اس شہادت کی تفسیر و تشریح اللہ تعالیٰ ہی کے ان فرامین میں واضح طور پر موجود ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ. إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ. وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

(الزخرف: ۲۶، ۲۷، ۲۸)

اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا "تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہ میری راہنمائی کریگا اور ابراہیم یہی کلمہ (عقیدہ) اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

(آل عمران: ۶۴)

آپ فرما دیجئے "اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنا لے" اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں صاف کہہ دیجئے کہ آپ لوگ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں۔

شہادتِ رسالت

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا

دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے تمہارا نقصان میں

عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ : ۱۲۸)

پڑنا اس پر شاق ہے تمہاری فلاح کا وہ خواہشمند ہے ایمان والوں کے لئے وہ بڑا شفیق اور رحیم ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے احکام کی اطاعت کی جائے آپ نے جو خبر بھی دی ہے اس کی تصدیق کی جائے آپ نے جن امور سے روکا اور منع کیا ہے ان سے قطعی اجتناب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف جائز و مشروع طریقہ سے ہی کی جائے۔

نماز، زکوٰۃ اور تفسیر توحید کی مشترکہ دلیل خالق کائنات کا یہ ارشاد ہے۔

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البینۃ : ۵)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ : ۱۸۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔

بیت اللہ شریف کا حج کرنے کی دلیل فرمان الٰہی ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران : ۹۷)

لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

دوسرا درجہ

ایمان اور اُس کے ارکان

ارشادِ نبوی ہے ایمان کے ستر سے بھی کچھ زیادہ شعبے ہیں جن میں اعلیٰ ترین درجہ لاالٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) اور سب سے ادنیٰ درجہ ایمان راستے سے ایذا رساں چیز (کانٹے وغیرہ) کو ہٹانا ہے۔

"وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ" اور شرم وحیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

(مسلم)

ایمان کے چھ ارکان ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان لانا۔

۲۔ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔

۳۔ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔

۴۔ اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔

۵۔ روزِ قیامت پر ایمان لانا۔

۶۔ اچھی و بُری تقدیر کہ اللہ کی طرف سے ہے پر ایمان لانا۔

دلائلِ ارکانِ ایمان

ایمان کے ان چھ ارکان میں سے پہلے پانچ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ (البقرۃ، ۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یوم آخر اور ملائکہ پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان ویقین رکھے۔

اور چھٹے رکن "تقدیر خیر وشر" یا اچھی وبُری تقدیر کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

(القمر، ۴۹)

تیسرا درجہ

اِحسان

احسان کا ایک ہی رکن ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت پورا اس خشوع و خضوع اور انابت ورجوع سے کریں کہ گویا آپ اسے بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس مقام کو نہیں پا سکتے کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم یہ عالم تو ضرور ہی ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔

احسان کے قرآنی دلائل یہ آیات مبارکہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(النحل: ۱۲۸)

اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور جو "عبادتوں" کو اچھی طرح کرتے ہیں۔

دیگر فرمان الٰہی ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ. الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ. وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ. إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(الشعراء: ۲۱۷ تا ۲۲۰)

اور اس زبردست اور رحیم پر توکل رکھیے، جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

مزید ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ

(یونس: ۶۱)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس حال میں بھی ہوتے ہوں اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہوں اور لوگو تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

حدیث جبرائیل

اور دین کے ان تین درجات پر سنت سے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث ہے جو حدیث جبرائیل کے نام سے معروف ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک ایسا آدمی

إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ
الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ
لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ
وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ،
فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ
إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ
كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ:
يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنِي عَنِ
الْإِسْلَامِ، فَقَالَ: أَنْ تَشْهَدَ
أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ
الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ
تَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ
الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ
سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ
فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ
قَالَ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيْمَانِ،
قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبِالْقَدَرِ
خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: أَخْبِرْنِي
عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ
تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ،
فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ
فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ:

ہماری مجلس میں وارد ہوا جس کے کپڑے
نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے
اس پر سفر کر کے آنے کی کوئی علامت
(گرد و غبار اور پراگندگی) نہ تھی وہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر اور
اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر دو زانو ہو کر
با ادب طریقہ سے بیٹھ گیا اور اس نے
کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتایئے
کہ اسلام کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات
کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
برحق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور یہ کہ آپ
نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں رمضان المبارک
کے روزے رکھیں اور اگر زادِ راہ کی استطاعت
ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کریں۔ اس
نووارد نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ
فرمایا ہے ہم اس کی اس بات پر بہت متعجب
ہوئے کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کرتا ہے پھر خود ہی تصدیق بھی کر رہا ہے
اس کے بعد اس نے عرض کیا۔ مجھے فرمایئے
کہ ایمان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ اس
کے فرشتوں، اس کی کتابوں اس کے
رسولوں، روزِ قیامت اور تقدیر خیر و شر پر

أَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ أَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ: فَمَضٰى فَلَبِثْنَا مَلِيًّا، قَالَ: يَا عُمَرُ أَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: هٰذَا جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِيْنِكُمْ.

صحیح بخاری و
صحیح مسلم

پرمکمل ایمان رکھیں تب اس نے کہا مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احسان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس خشوع وخضوع اور انابت ورجوع سے کریں کہ گویا آپ اسے بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس رتبہ بلند کو نہیں پا سکتے تو کم از کم یہ عالم تو ضروری ہونا چاہیئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے اب کے اس نے کہا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں کہ قیامت کب آنے والی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ وقوع قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا تو اس نے کہا علامات قیامت ہی بتا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، ۱۔ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ ۲۔ آپ دیکھیں گے کہ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چراتے پھرنے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بناکر فخر وغرور کے نشے میں بدمست ہوکر جھومیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہ سوال وجواب کرلے اور سن لینے کے بعد وہ نو وارد تو چلا گیا مگر ہم تھوڑی دیر تک سراسیمہ وخاموش بیٹھے رہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر کیا آپ

لوگ جانتے ہیں کہ یہ نووارد سائل کون تھا؟ ہم نے
کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے
ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ جبریل امین
تھے جو ایک اجنبی کی شکل میں تمہیں امور دین کی
تعلیم دینے آئے تھے۔ (متفق علیہ)

تیسرا اصول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ بنی ہاشم قبیلہ قریش سے اور قریش عرب سے اور عرب حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ وعلی نبینا افضل الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ تریسٹھ برس عمر شریف پائی جن میں سے چالیس برس بعثت و نبوت سے پہلے اور تیئیس سال بحیثیت نبی و رسول گزارے۔ آپ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق ۱) کے ساتھ شرف نبوت حاصل ہوئی اور نزول يَاۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (مدثر ۱-۲) کے ساتھ بدرسالت سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس بات کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○	اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو، اور
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ	خبردار کرو اپنے رب کی بڑائی کا اعلان
فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○	کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی
وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ○ وَلِرَبِّكَ	سے دور رہو اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل
فَاصْبِرْ ○ (المدثر ۱-۷)	کرنے کے لئے اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔

شرح مفردات:

قُمْ فَاَنْذِرْ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی طرف دعوت دیں۔
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ: توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کریں۔
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ: اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ، اَلرُّجْزَ کا معنی اصنام (بُت) اور فَاهْجُرْ (ان سے ہجرت کر) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ ان سے دُور رہے ہیں ان کے بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہنا اور ان اصنام اور ان کے پرستار مشرکوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کرنا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صَرف کئے اور لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے۔ دس سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر (معراج) کرائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پنج گانہ نماز فرض کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرتے رہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم مل گیا۔

ھجرت سرزمین شرک سے نکل کر سرزمین اسلام کی طرف اور سرزمین بدعت سے نکل کر سرزمین سنت کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔

ہجرت کا حُکم کیا ہے؟

اس کا حکم یہ ہے کہ سرزمین شرک سے سرزمین اسلام کی طرف اور بدعت کی ایسی سرزمین سے جہاں کے لوگ بدعت کی طرف بُلاتے ہوں، سرزمین سنت کی طرف ہجرت کرنا اس اُمت پر فرض ہے اور ہجرت کا حُکم باقی رہے گا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہو۔

ارشادِ ربانی ہے،

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا ، اَلَمْ تَكُنْ
اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا
فِيْهَا ، فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اِلَّا
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا
يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا فَاُولٰٓئِكَ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ

جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے
ان کی رُوحیں جب فرشتوں نے قبض کیں
تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا
تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں
کمزور اور مجبور تھے فرشتوں نے کہا کیا
خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں
ہجرت کرتے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ
جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے ہاں
جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں
اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
(النساء: ۹۷، ۹۸، ۹۹)

بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کردے۔ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگذر فرمانے والا ہے

دیگر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ (العنکبوت: ۵۶)

اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجا لاؤ۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا ہے،
"یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ شریف میں رہ گئے اور جنہوں نے ہجرت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے نام سے ندا دی اور پکارا ہے:
حدیث سے ہجرت کی دلیل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔

جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا تب تک ہجرت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا جبکہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع (روز قیامت نہیں ہوتا)۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم خوب جما لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیہ احکام و شرائع اسلام مثلاً زکوٰۃ، روزہ، حج، اذان، جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کا حکم دیا گیا اور ان امور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس برس گزارے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔

دین اسلام اور شریعت محمدیہ کا خلاصہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین (مختصر مگر جامع و بالغ خلاصہ) یہ ہے۔
بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس کی اطلاع نہ کی ہو اور برائی کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس سے امت کو متنبہ نہ کیا ہو۔
جس بھلائی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہنمائی فرمائی ہے وہ توحید باری تعالیٰ ہے اور

ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جو اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے اور جس برائی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور تنبیہ کیا ہے وہ شرک اور ہر وہ کام جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت (تمام لوگوں) کی طرف مبعوث کیا اور ہر ذی عقل جن وانس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری فرض قرار دی ہے اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف، ۱۵۸)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (آپ کہہ دیجئے) اے انسانو! میں تم سب (انسانوں) کی طرف اللہ کا پیغامبر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اسلام کی تکمیل کی (دین ودنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تشنگی اور کمی نہیں چھوڑی) جس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ
أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ
رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا
(المائدۃ، ۳)

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے وفات پا جانے کی دلیل قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ
ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ
رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ
(الزمر، ۳۰-۳۱)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔ آخرکار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

تمام لوگ مرنے کے بعد (روز محشر جزاو سزا کے لئے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے جس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى
(طٰہٰ، ۵۵)

اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

اور یہ ارشاد ربانی بھی بعث بعد الموت کی دلیل قاطع ہے۔

وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا

اور اللہ نے تم کو زمین سے خاص طور سے پیدا

ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا

(نوح: ۱۷-۱۸)

کیا پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور قیامت کے روز پھر اسی زمین سے تم کو یکایک نکال کھڑا کرے گا۔

دوبارہ اُٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے حساب کتاب لیا جائے گا اور ان کے اعمال (حسنہ و سیئہ) کے مطابق انہیں جزا و سزا دی جائے گی جس کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى

(النجم: ۳۱)

اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

جس نے بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے) کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا جس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ

(التغابن: ۷)

کافروں نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے ان سے کہو نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو (نعیم جنت کی) بشارت دینے اور (عذاب جہنم) سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تھا جس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ

(النساء: ۱۶۵)

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ (النساء، ۱۶۳)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔

ہر اُمّت کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسول بھیجے ہیں جو اپنے امتیوں کو خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے اور "طاغوت" کی عبادت سے منع کرتے چلے آئے ہیں جس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے۔

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ (النحل، ۳۶)

ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کر دیا کہ "اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو"

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جن و انس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ "طاغوت" کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"جس کسی بھی باطل معبود (جس غیر اللہ کی عبادت کی جائے) یا متبوع (جس کی ایسے امور میں اتباع کی جائے جن میں اللہ کی معصیت ہو) یا مطاع (جس کی اطاعت امورِ حلت و حرمت میں اس طرح کی جائے کہ جس میں فرامینِ الٰہی کی مخالفت ہو) کی وجہ سے بندہ اپنی حدِ بندگی (خالص عبادتِ الٰہی) سے تجاوز کر جائے وہی چیز "طاغوت" ہے اور طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سرکردہ و سربرآوردہ پانچ ہیں:

۱۔ ابلیس لعین

۲۔ ایسا شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضامند ہو۔

۳۔ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو۔

۴۔ جو شخص علمِ غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔

۵۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔

اور اس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ

دین کے معاملہ میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(البقرۃ : ۲۵٦)

ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ (کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

یہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کا صحیح مفہوم و معنی ہے۔

حدیث پاک ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

" اس دین کی اصل چیز " اسلام " ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ و مقام جہاد فی سبیل اللہ ہے "

واللہ اعلم

من المشکوٰۃ المصابیح

اَحَادِیثِ مُبارکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

جنت کی کنجیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار (کلمہ شہادت پڑھنا) ہے۔

۲۔ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جو کوئی ہمارے اس کام میں (دین میں) وہ بات نکالے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ بات رد ہے۔

۳۔ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔

طہارت نصف ایمان ہے۔

۴۔ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ۔

مسواک منہ کو صاف رکھنے کا اور حق تعالیٰ کے راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔

۵۔ اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

موذن لوگ اور لوگوں سے قیامت کے دن گردن بلند ہوں گے۔

۶۔ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ۔

جب کوئی تم میں سے مسجد میں آوے تو چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔

۷۔ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

جماعت کی نماز اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔

٨۔ يَا أَنَسُ اجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ۔

اے انس اپنی نگاہ (نماز میں) سجدہ کی جگہ رکھ۔

٩۔ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا۔

اعمال میں سے زیادہ پسند حق تعالیٰ کے یہاں وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہو۔

١٠۔ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

مرنے والے کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو (یعنی اس کے سامنے پڑھو کہ اس کو دیکھ کر وہ بھی پڑھے)

١١۔ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا۔

مردوں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ خود اپنے کیے کو پہنچ گئے۔

١٢۔ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ

لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت (بیان کر کر کے رونے والی) پر اور نوحہ سننے والی پر۔

١٣۔ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

بندہ کوئی عمل ذکر اللہ سے زیادہ عذاب الٰہی سے نجات دینے والا نہیں کرتا۔

١٤۔ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

بندہ جب گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

١٥۔ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

جو کوئی رضاء اللہ حج کرے اس میں عورتوں کے پاس نہ جائے اور گناہ نہ کرے تو ایسا ہو کر لوٹے گا جیسے آج اس کی ماں نے جنا ہے

۱۶۔ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْہُ اَظَلَّہُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ۔

جو کوئی نادار (قرضدار) کو مہلت دے یا کچھ قرض چھوڑ دے تو حق تعالیٰ اس کو اپنے سایہ (سایۂ عرش) میں جگہ دیں گے۔

۱۷۔ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔

جس نے آدمیوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے حق تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کیا۔

۱۸۔ ضَالَّۃُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ۔

مسلمان کی کھوئی ہوئی چیز دوزخ کا انگارہ ہے۔

۱۹۔ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ۔

لعنت کرے اللہ نظر بد کرنے والے مرد پر اور اس عورت پر جس پر نظر کی گئی (یعنی جب کہ وہ اس پر راضی ہو)۔

۲۰۔ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً۔

نکاح جتنا کم خرچ ہو اتنا ہی منزلور ہوتا ہے۔

۲۱۔ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُہَا عَنْہَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ۔

جو عورت مر جائے اور خاوند اس کا اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔

۲۲۔ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَہَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِہَہٗ تَرَکَہٗ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اگر مرغوب ہوا کھایا اور اگر مرغوب نہ ہوا ترک کیا۔

۲۳۔ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُمْ۔

جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے شمار ہے۔

٢٤۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔	جس نے خاموشی اختیار کی نجات پائی۔
٢٥۔ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ۔	بے شک رزق پیچھے پھرتا ہے آدمی کے جیسے اس کی موت پیچھے پھرتی ہے۔
٢٦۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ۔	قیامت نہ آوے گی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہنا موقوف نہ ہو جائے۔
٢٧۔ اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔	اطمینان سے کام کرنا حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان سے۔
٢٨۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ۔	جنت میں وہ شخص نہ جاوے گا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا۔
٢٩۔ اِتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ۔	حرام مال سے عمارت بنانے سے بچو کیونکہ یہی ویرانی کی اصل ہے۔
٣٠۔ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔	نہیں مدد دیے جاتے ہو اور نہیں رزق دیے جاتے ہو تم مگر اپنے میں سے کمزوروں کی برکت سے۔
٣١۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔	رشتہ دار سے قطع کرنے والا جنت میں نہ جاوے گا۔
٣٢۔ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ۔	نہیں رحم کرتا اللہ اس پر جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا۔

۳۳۔ لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطرا۔

حق تعالیٰ نظر نہ فرمائے گا قیامت میں اس شخص کی طرف جو اپنے ازار کو اترانے کے طور پر نیچا رکھے۔

۳۴۔ لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير۔

فرشتے (رحمت کے) اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

۳۵۔ من لعب بالنرد فقد عصى الله ورسوله۔

جو کوئی مہروں سے کھیلے (شطرنج، چوسر وغیرہ) تو اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔

۳۶۔ يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير۔

سوار پیادہ پر سلام کرے اور پیادہ بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں پہ۔

۳۷۔ إذا استأذن أحدكم ثلاثا فلم يؤذن له فليرجع۔

جب کوئی کسی کے مکان پر جا کر اندر جانے کی تین بار اجازت مانگے اور پھر بھی اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ لوٹ آوے۔

۳۸۔ لا يسب أحدكم الدهر فإن الله هو الدهر۔

زمانہ کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ کی آڑ میں (فاعل حقیقی) اللہ ہے۔

۳۹۔ إن النبي صلى الله عليه وسلم كان يغير الاسم القبيح۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے۔

۴۰۔ لا تمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه۔

اپنے بھائی (مسلمان) سے فضول جھگڑا نہ کرو نہ اس سے مذاق کرو نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کے خلاف کرو۔

(ماخوذ از مائۃ دروس)

لا إله إلا الله محمد رسول الله
بسم الله الرحمن الرحيم

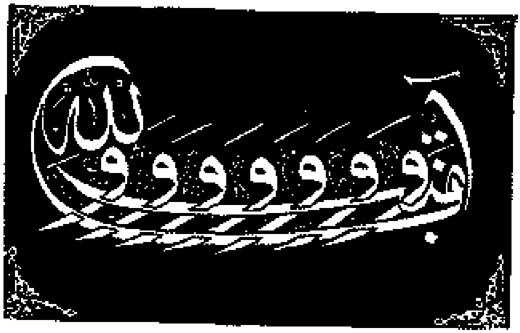

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم

مفت ملنے کے پتے

- اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- صدیقی ٹرسٹ۔ لسبیلہ چوک، نشتر روڈ، کراچی۔
- مجلس صیانۃ المسلمین جامعہ اشرفیہ فیروزپور روڈ لاہور
- اِنعام میڈیکوز۔ صدر کینٹ پشاور
- مولانا انوار الدین صاحب نکاح رجسٹرار و خطیب چترال
- مرکز دعوت والارشاد، کابل (افغانستان)